چھوٹے شہر کا بڑا اور ہشت پہلو ادیب: جمشید کمبوہ کا شعری شعور

ڈاکٹر رحمت علی شاد☆

Dr. Rahmat Ali Shad

Absatract:

Jamahed Kamboh, the creator of various published and unpublished works, is a multifaceted personality. He is a prolific poet, a thoughtful prose writer, a melodious hymnist, a skilled calligrapher, an inspiring teacher, a seasoned administrator and a wise educationist. He has written various poems, ghazals, hymns, comic and stirical essays. His profound poetic sensibility, flowery language and unique style, artistic maturity and deep thoughts in his poetry and diversity of subjects make him a distinctive writer among his contemporaries. Diversity of thought is the major feature of his work which is testimony to his multifarious personality.

گل پھول کھل اٹھے ہیں، جمالِ خیال کے
بیٹھے ہوئے ہیں، فکر کے منظر اجال کے (۱)

میر اولیاء، جام جمشید، سفر نعت اور متعدد غیر مطبوعہ تخلیقات کے خالق جمشید اقبال کمبوہ ۱۴۔مارچ ۱۹۷۰ء کو "چینل"ضلع بدین سندھ میں پیدا ہوئے۔وہ جب چوتھی جماعت میں ہوئے تو والدین کے ساتھ سندھ سے ترکِ سکونت کی بدولت پاک پتن پنجاب کے معروف روحانی مرکز اتنالی شریف (اتنالی، ایس، پی)میں آباد ہو گئے۔ پہنچی وہاں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔ شعروادب سے شغف اللہ تعالیٰ نے بچپن سے ہی ان کی جبلت میں ودیعت کر دیا تھا۔ ان کی پہچان کے مختلف حوالے ہیں وہ یہ کہ وہ ایک خوش فکر نعت گو، خوش گلو نعت خواں، عمدہ شاعر، خوش بیاں مقرر، بہترین خطاط، خوب صورت مقالہ نگار، خوش وضع انسان، بہترین منتظم، معلم اور ایک اچھے محقق اور نقاد جیسی متنوع صفات کی بدولت ہشت پہلو ادیب ہیں۔

جمشید کمبوہ ایک منفرد لب ولہجے کے عمدہ غزل اور نظم گو شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین نعت گو شاعر بھی ہیں۔اکثر ان کا کلام معروف ادبی رسائل وجرائد اور اخبارات کی زینت بنتا رہتا ہے جن میں اوراق لاہور، اظہار پاکپتن، روزنامہ الشرق، روزنامہ جنگ، روزنامہ نوائے وقت اور المسعود پاکپتن قابلِ ذکر ہیں۔ وہ اپنے منفرد اسلوب کے ساتھ قدیم شعری روایت سے جڑے نظر آتے ہیں۔ان کی شاعری میں طویل اور مختصر مترنم بحریں، مفرس تراکیب، فنی وفکری پختگی اور بے ساختگی نئے امکانات کے غماز ہیں۔ان کے کلام میں کہیں کہیں لہجے کی کاٹ الگ مزا پیدا کرتی دکھائی دیتی ہے۔وہ جداگانہ اور منفرد لب ولہجے کے شاعر ہیں جن کا کلام زبان وبیان کی متعدد خوبیاں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ ان کی ذات میں موجود متعدد اوصاف کی نشان دہی کرتے ہوئے پروفیسر نوید عاجزؔ لکھتے ہیں :

> ”جمشید کمبوہ ہمہ جہت اوصاف کے حامل ہیں۔ وہ بیک وقت خوش فکر شاعر، خوش گلونعت خواں، خوب صورت نثار، خوش خط خطاط،نکتہ رس ادیب اور جواں فکرماہرِ تعلیم ہیں۔۔۔وہ فنِ شاعری کے رموز، علمِ عروض پر مہارت اور الفاظ کی نشست وبرخاست کے موثر قرینوں کے استعمال پر خاصی دست گاہ رکھتے ہیں۔ ان کا کلام نوائے وقت، الشرق انٹرنیشنل، بیاض، اظہار، نورالحبیب اور فردا میں چھپتا رہا۔الغرض ان کا علمی تفضل کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔“(۲)

جمشید کمبوہ کی شاعری میں موجود فکر اور موضوعاتی تنوع یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ روشن امکانات کے جواں فکرشاعر ہیں۔ یہ جوانی صرف جذبہ وخیال کی جوانی نہیں بلکہ محسوسات کے اظہار، ترسیلِ معنی اور جدید لفظیات کی جوانی ہے۔ وہ کتنے ہی کثیر الاستعمال الفاظ کو اس عمدگی سے برتتے ہیں کہ ان کے معانی ومفاہیم جگمگا اٹھتے ہیں۔ ان کے کلام میں جدیدرنگِ تغزل بھی جھلکتا دکھائی دیتا ہے۔ ان کی شاعری جدت کے اعتبار سے انفرادیت کی حامل نظر آتی ہے۔انسان اور انسان دوستی، قومی اور بین الاقوامی، معاشی اور معاشرتی مسائل نے بھی ان کی شاعری پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ان کا کلام خیال کی تازگی، جذبے کی شدت، مضمون کی ندرت اور شکوہِ الفاظ کی توانائی سے

مالا مال ہے۔مترنم بحروں کے استعمال کی بدولت ان کے اکثر اشعار موسیقیت اور غنائیت سے بھرپور ہیں اور صوت وآہنگ کی جمالیات سے ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔جمشید کمبوہ کا شعری اسلوب سادگی، سلاست، روانی، بے ساختگی، سوزوگداز، زورِبیاں اورمعرب ومفرس تراکیب سے متصف ہے، ان کالفظی نظام؛روزمرہ،محاورات،تشبیہات واستعارات، ضرب الامثال، مترادفات، تلمیحات اور صنائع بدائع جیسے فنی کمالات سے عبارت ہے۔ لفظیات کے حوالے سے انہوں نے روایت کی پاسداری کے ساتھ نئی نئی تراکیب بھی وضع کی ہیں: یوں ان کے اسلوب کو قدیم وجدید کا حسین امتزاج بھی کہا جا سکتا ہے۔وہ جدید رنگ میں کہتے ہیں تو شباب کی تمام رنگینیاں بے نقاب ہوجاتی ہیں اور اگروہ قدیم رنگ میں کہتے ہیں تو ہماری تہذیب کے مٹے ہوئے نقوش واضح ہوتے چلے جاتے ہیں۔ہاں البتہ اپنے اشعار میں کہیں کہیں ایسے الفاظ بھی استعمال کر جاتے ہیں جو شعر کے معنوی پیکر کو مجروح کرتے محسوس ہوتے ہیں اور بعض اوقات بھاری بھر کم فارسی تراکیب، دقیق اور غیر مانوس الفاظ کا شعوری طور پر استعمال کر کے عام قارئین کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ان کے کلام میں سوزوگداز کا عنصر ضرور موجود ہے لیکن حقیقت نگاری کے باعث کہیں کہیں سوزوگداز کا رنگ ذرا پھیکا پڑتا محسوس ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے جمشید کمبوہ کا ذخیرہ الفاظ خاصا ہے۔وہ محض لغت و عروض کے شاعر نہیں بلکہ ان کی شاعری میں زندگی کے سبھی رنگ،حسن کی یکتائی، محبوب کی دلبری، خود سپردگی، خوداری، سماجی شعور اور سیاسی حالات بدرجہ اتم موجود ہیں۔اختر سدیدی؛ان کی شاعری اور شخصیت کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> ” نوجوان قلم کاروں میں جمشید کمبوہ کا نام نہ صرف جانا پہچانا جاتا ہے بلکہ متعدد حوالوں سے منفرد بھی ہے۔تصوف کے حوالے سے ان کی ایک نثری کتاب ”میراولیاء“ قبولِ عام کی سند حاصل کر چکی ہے۔”جامِ جمشید“ حمد ونعت، غزلیات، منظومات، قطعات اور بعض مزاحیہ وطنزیہ اشعار کا مجموعہ ہے۔جمشید کمبوہ صنفِ شاعری کی باریکیوں اور ان کے تقاضوں سے بھر پور آگاہی رکھتے ہیں۔نعت کہتے ہوئے تقدسِ نعت کے تقاضے بہر صورت ملحوظ رکھتے ہیں،بدیں سبب ان کی نعت بے حد متاثرکن ہوتی ہے اور یہی معیارغزل میں بھی قائم ہے۔“(۳)

جمشید کمبوہ کی پہچان کے مختلف حوالوں میں سے ایک بنیادی اور معتبر حوالہ یہ ہے کہ وہ ایک عمدہ شاعر ہیں ان کی شاعری کھری اور سچی ہے۔ان کے کلام میں جتنے بھی موضوعات ہیں وہ سب ان کے ذاتی تجربات ہیں۔شاعر جس عہد اور ماحول کا پروردہ ہوتا ہے؛ اسی عہد اور ماحول کے حالات اس کے دل ودماغ پر اپنے اثرات مرتب کرتے ہیں اور جو کچھ اس کے دل و دماغ میں ہوتا ہے وہ وہی مشاہدہ اور تجربہ صفحہ قرطاس پر اتارتا چلا جا تا ہے گویا وہ اپنے عہد اور سماج کا ترجمان ہوتا ہے بعینہ جمشید کمبوہ نے اپنے اردگرد کے ماحول سے جو سیکھا اور دیکھا اسی کو خوب صورت الفاظ کا پیراہن عطا کر کے واپس سماج کو لٹا دیا۔ان کی شاعری زندگی کی حقیقت سے جڑی نظر آتی ہے۔ان کا بنیادی موضوع زندگی اور انسانی رویے ہیں جس میں جذبہ محبت کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ ویسے تو پوری کائنات کی بنیاد ہی اللہ تعالی نے محبت پہ رکھ دی ہے;اسی لیے ان کے کلام میں اخلاص اور محبت کی جھلکیاں جابجا بکھری نظر آتی ہیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ زندگی کی سچائیاں اورحالات و واقعات کے جو بھی حقائق ہیں وہ اخلاص اور محبت کی بناء پر اعتبار کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔

جمشید کمبوہ نے فکری مشاہدے کے ذریعے یہ اندازہ لگالیا کہ زندگی اور غزل ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں کیوں کہ زندگی اور اس کے متعلقات کا ایسا کوئی گوشہ، زاویہ، پہلو یا انداز نہیں جو غزل کے تصرف سے باہر ہو۔ان کی غزل سے عورت خارج البلد دکھائی نہیں دیتی۔ دیگر اکابر شعرا کی طرح ان کے کلام میں بھی عشقِ حقیقی و عشقِ مجازی ہر دو طرح کی جھلکیاں جا بجا دیکھی جا سکتی ہیں۔ان کی شاعری میں محبت اپنے تمام تر لوازمات کے ساتھ کارفرما ہے۔اپنے وسیع تر معنوں میں عشق کی خوشبو سے مزین ان کے اشعار میں محبت کے مختلف رنگ ہر سو بکھرے نظر آتے ہیں۔وہ زندگی کے رازوں سے آشنا ہوتے ہوئے اپنے باطنی احساسات و جذبات کو حقیت کا روپ دینے پر قادر دکھائی دیتے ہیں۔بقول ڈاکٹر اختر شمار:

> ”جمشید کمبوہ کی شاعری میں محبت اپنے تمام تر لوازمات کے ساتھ کارفرما ہے۔اپنے وسیع تر معنوں میں عشق کی خوشبوسے مزین ان کے اشعار میں ایک جاگا ہوا دل دھڑک رہا ہے۔ وہ زندگی کے راز سے آشنا ہوتے ہوئے

اپنے باطنی احساسات و جذبات کو حقیت کا روپ دینے پر قادر ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں کائنات ایک خاص زاویے سے جھلملاتی نظر آتی ہے۔جامِ جمشید میں آپ ان کا مشاہدہ کرسکتے ہیں۔"(۴)

جمشید کمبوہ کے کلام میں موسیقیت اور نغمگی کا عنصر بکثرت ملتا ہے جس کے بغیر کلام میں شعریت اور لطف قائم نہیں رہتا۔ان کا اسلوب پیچیدہ مگر دل کش اور پر اثر ہے۔عظمت ِخیال اور شدت ِجذبات اچھی شاعر ی کے دو بنیادی وصف ہیں اور یہ دونوں وصف ان کی شاعری میں پوری طرح جلوہ گر ہیں۔ان کے شعری اسلوب، زبان و بیان اور فنی و فکری پختگی سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انہوں نے شاعری کو ایک نیا ذہن اور نیا تخیل عطا کیا ہے۔ان کے ہاں مضمون آفرینی، تخیل کی فراوانی، فطرت سے محبت، متانت و سنجید گی اور سنگلاخ زمینوں کے تجربات دیکھے جاسکتے ہیں۔انہوں نے متعدد بحور میں طبع آزمائی کی ہے اور متنوع موضوعات کو بڑی عمدگی کے ساتھ فنی و فکری سانچوں میں ڈھالاہے۔ان کی شاعری میں ان کے ذاتی تجربات و مشاہدات کا عکس اور ان کی اپنی ذات کی محرومیاں بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔انہوں نے اپنے کلام میں معاشرتی رویوں، تلخیوں اور محرومیوں کا ذکر تو کیا ہے لیکن اپنے لہجے کو تلخ نہیں ہونے دیا۔نا امیدی اور مایوسی کے باوجود انہوں نے رجائی لب و لہجے کوہمیشہ اپنائے رکھا۔اگر ان کے مزاج میں کہیں کھردراپن دکھائی دیتا ہے تو وہ ان کے اپنے حالات کی بدولت ہے۔انہوں نے غزل میں پختگی اور جدت سے ایک نئے فکری دبستان کی بنیادر کھی۔جمشید کمبوہ کی دانشوری اور ان کی شعری فن پر گرفت کے حوالے سے سید ناصر چشتی رقم طراز ہیں:

"جمشید کمبوہ زیرک بھی ہیں اور اپنے لیے موزوں مقام کے حصول میں کامیاب دانشور بھی لیکن ان کی دانشوری حدود قیود سے آزاد نہیں؛اس لیے اپنے معاصر تازہ واردان ِبساطِ شعر میں نہایت سرعت سے فریدالمثال مقام حاصل کیا۔ میرے نقطہ نظر سے کسی بات یا کسی خاص واقعے کو اشارے کنائے سے شعر میں سمونا اپنی جگہ بذاتِ خود ایک بہت بڑی بات ہے مگر یہ وصف جمشید کمبوہ میں بدرجہ اولیٰ موجود ہے۔وہ کسی مشکل ترین بات کو نہایت خوش سلیقگی اور خوب صورتی سے بیان کر جاتے ہیں۔"(۵)

جمشید کمبوہ نے جہاں متنوع موضوعات کو اپنے کلام میں برتا ہے وہاں فنی حوالے بھی ان کے کلام میں بکثرت ملتے ہیں۔اپنے کلام کو خوب صورت بنانے اور اس میں نکھار پیدا کرنے کے لیے انہوں نے اپنے کلام میں تشبیہات واستعارات، تلمیحات، ضرب الامثال، محاورات، صنائع بدائع کا بے ساختہ اور بر محل استعمال کیا ہے علاوہ ازیں سہلِ ممتنع کے ساتھ ساتھ ردیف قافیے کا بھی عمدہ استعمال ان کے کلام میں نظر آتا ہے۔ان کی شاعری میں بولتے اور کھنکتے قافیے بکثرت ملتے ہیں۔مثلاً ایک جگہ پر سادگی کے ساتھ ساتھ قافیے کی اٹھان دیکھیے:

سج گیا وہ ماہ پارہ، اور بھی
چل گیا اس دل پہ آرا، اور بھی
سن کے اس کی داستانِ خونچکاں
ہو گیا دل پارہ پارہ، اور بھی (۶)

ویسے تو جمشید کمبوہ نے طویل اور مختصر دونوں طرح کی بحور میں طبع آزمائی کی ہے لیکن انہوں نے اپنے کلام میں چھوٹی بحور اور سہلِ ممتنع کا استعمال اس دل کش انداز سے کیا ہے کہ یہ شاعری قاری کے دل و دماغ پر سحر طاری کر دیتی ہے۔سہلِ ممتنع کی مثال ملاحظہ فرمائیں:

ذہن میں ہر دم اس کا نام
جس نے بخشے، خود آلام
کتنی عالی ظرفی ہے
ساقی آپ پلائے جام (۷)

جمشید کمبوہ کے کلام میں زورِ بیاں کے ساتھ شیرینی اور لطفِ بیاں کا حسن بھی نمایاں ہو گیاہے۔ان کے ہاں محاورے کی بندش اس فطری انداز سے ہوئی ہے کہ محاورہ کلام میں جذب ہو کر رہ گیا ہے۔ان کے کلام میں فصاحت و بلاغت کی پاسداری، روزمرہ اور محاورہ کے موزوں استعمال سے زبان وبیان میں چاشنی کا عنصر در آیا ہے۔ان کے ہاں متعدد ایسے اشعار مل جاتے ہیں جو زبان کی صفائی، خیال کی پاکیزگی اور مصرعوں

کی روانی و سلاست جیسی خصوصیات سے متصف ہیں۔ان کے کلام میں زبان و بیان کی چاشنی کے ساتھ ساتھ روز مرہ اور محاورہ کا بھی خوب استعمال کیا گیا ہے۔بقول شاعر:

وہ ان کے خدو خال رخسار و لب
ہمیشہ مرا ، جی لبھاتے رہے
ہے جمشید مجھ پر ستم ، کیا ستم
وہ مجھ پر ستم روز ڈھاتے رہے (۸)

کلام میں ایک لفظ یا چند الفاظ کا بار بار آنا صنعتِ تکرار کہلاتا ہے۔تکرار کلام کاحسن بھی بن سکتا ہے اور عیب بھی لیکن جمشید کمبوہ تکرار سے کلام میں غنائیت اور موسیقیت پیدا کرنے کاہنر جانتے ہیں۔انہوں نے تکرارِلفظی کی متعدد صورتیں اپنے کلام میں برتی ہیں۔مذکورہ صنعت کے استعمال میں انہوں نے جس مہارت اور خوش ذوقی کا مظاہرہ کیا ہے وہ یقینا قابلِ داد ہے۔ایک شعری مثال میں صنعتِ تکرارکا استعمال دیکھیے:

بے مثل محبت کی بے مثل کہانی ہے
قرطاس و قلم حیراں، یہ کس کو سنانی ہے
ہر ظلم روا رکھنا،دل دل سے جدا رکھنا
بے درد زمانے کی یہ ریت پرانی ہے (۹)

جب کلام میں تکلف اور تصنع نہ ہو اور شعر عام فہم اور سادگی کا عنصر لیے ہوئے ہو تو شعر کی اس خوبی کو بے ساختگی کا نام دیا جاتا ہے۔جمشید کمبوہ نے اپنے کلام میں کبھی جذبے سے، کبھی استفہام سے، کبھی تحسین و آفرین سے اور کبھی سوزو گداز سے بے ساختگی کا عنصر کشید کرنے کی سعی کی ہے۔دقیق اور گنجھلک الفاظ کو اس مہارت سے برتنا کہ کلام کی صحت، روانی اورسلاست مجروح نہ ہو چستیِ بندش کے زمرے میں آتا ہے۔جمشید کمبوہ نے اپنے کلام میں دقیق،پیچیدہ اور مشکل تراکیب ضرور استعمال کی ہیں لیکن اس سے چستی بندش اورشعر کی لطافت میں عام طور پر کمی واقع نہیں ہوئی۔ان کا کلام ایسی تراکیب سے مزین ہے کہ ان کی یہ تراکیب ان کے کلام کو زیادہ خوب صورت اور جاندار بنا دیتی ہیں۔ان کے لفظی نظام کی بوقلمونی کا ایک اورحوالہ مرکبِ عطفی اور اضافت کا عمدہ استعمال ہے۔ان کے کلام میں برتی گئی متنوع تراکیب ان کی جودتِ طبع

کے ساتھ ان کی قادرالکلا می کا بیّن ثبوت ہیں۔ ان کا لفظی اسلوب بنیادی طور پر عربی،فارسی سے عبارت ہے۔معرب اور مفرس تراکیب سے انہوں نے کہیں کہیں اپنے اسلوب کو بوجھل کر دیا ہے۔انہوں نے اپنے کلام میں متعدد جگہوں پر سہ لفظی تراکیب بھی برتی ہیں۔ اسیر گیسوئے سرمگیں، قتیلِ ابروئے یار، جوہرِ تخلیقِ فن، شدتِ سوزِ دروں، شریکِ جشنِ بہار، رہینِ منت بخت، نگاہِ دل کشا اور اندمالِ زخمِ فرقت جیسی تراکیب ان کے کلام میں متعدد جگہوں پر لکھی نظر آتی ہیں۔مثلاً ایک شعری مثال ملاحظہ فرمایئے:

آ ج ان کی اک نگاہِ دل کشا
اند مالِ زخمِ فرقت ہوگئی (۱۰)

ایک اور جگہ پر ایک ہی شعر میں سہ لفظی تراکیب کا استعمال دیکھیے جس میں وہ یار کے ابرو اور محبوب کی زلفوں کا ذکر کر تے ہوئے محبوب کو اپنی طرف متوجہ کررہے ہیں۔لکھتے ہیں:

مرا حال مجھ سے نہ پو چھیے،ہو اگر نگاہ تو دیکھیے
میں اسیر گیسو ئے سر مگیں، میں قتیلِ ابروئے یار ہوں (۱۱)

اردو زبان نے دنیا کی متعدد زبانوں سے کسبِ فیض کیا ہے مگر فارسی اور عربی کے اثرات اس پر غالب رہے ہیں۔معرب اور مفرس تراکیب سے جس طرح جمشید کمبوہ نے توانائی حاصل کی ہے اس سے ان کے کلام میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ ساتھ شکوہِ الفا ظ کا عنصر بھی در آیا ہے۔شہرِفرید کے ایک معروف شاعر ظفر رشید یاسرؔ اپنے ایک مضمون میں جمشید کمبوہ کی تخلیقات میں موجود فن اور فکر کے حوالے سے بات کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''جمشید کمبوہ نہ صر ف عمدہ غزل گو شاعر ہیں بلکہ ایک اعلیٰ درجے کے نثر نگار بھی ہیں۔ان کے نثری مضامین منفرد اسلوبِ بیاں کے حامل ہیں۔ کبھی تو وہ پبلوپکاسو کے فن پاروں کی طرح افکار کی تکونیں،مربے، محراب دار اشکال اور تجریدی دائرے بناتے ہوئے نت نئے زاویوں سے مضمون کی تراش خراش کر کے ''جامِ جمشید'' تخلیق کرتے ہیں اور کبھی ان کا فن اپنے فقیرانہ مزاج سے مجبور ہو کر جیون داس کی ایبسٹریکٹ کلر؛ گج راج

کی ٹچ ورک سے مرصع تصاویر کی طرح قوسِ قزح کے رنگوں سے فکر کے
چاک پر "جامِ سفال" تخلیق کرتاہوا محسوس ہوتا ہے۔یہ اعجازِ قلم نہیں ہے
تو اور کیا ہے۔؟"(۱۲)

جمشید کمبوہ کے ہاں متعدد بحروں کا استعمال ملتا ہے۔فنی حوالے سے انہوں نے اپنی شاعری میں جن متنوع اصناف میں طبع آزمائی کی ہے؛ ان میں حمد،نعوت، غزلیات، نظمیں، قصائد،مراثی اور قطعات وغیرہ شامل ہیں جس سے انہوں نے اپنے فن اور امکانات کو واضح کر دیا ہے۔انہوں نے مختلف صنعتوں کو اپنے کلام میں بڑی عمدگی سے برتا ہے۔جہاں انہوں نے دیگر بہت سی صنعتوں کو اپنے کلام کا حصہ بنایا ہے وہاں صنعتِ توشیح میں شہر فرید کے علاوہ بھی متعدد مشاہیر پر قلم اٹھا کر اپنی قادرالکلامی کا بیّن ثبوت پیش کیا ہے۔صنعتِ توشیح میں کسی بھی شخص کے نام کے ہر حرف سے ایک نیا مصرع شروع ہوتا ہے؛ جس کو ترتیب سے پڑھیں تو مذکورہ شخص کا نام مکمل ہو جاتا ہے۔مثال کے لیے صنعتِ توشیح مقفیٰ معشر میں راقم (رحمت علی شادؔ)کے حوالے سے جمشید کمبوہ لکھتے ہیں :

ر۔ رفیق ایسا ، کہیں نہیں ہے
ح۔ حدیثِ دل، کیف آفریں ہے
م۔ محبتوں کی وہ سرزمیں ہے
ت۔ ترابِ جاں میں وہ یاسمیں ہے
ع۔ عبیرِ گل گشتِ دل نشیں ہے
ل۔ لئیق و رخشندہ تر نگیں ہے
ی۔ یہی،روایات کا امیں ہے
ش۔ شعورنگری، کانکتہ بیں ہے
ا۔ اساسِ عظمت، دُرِثمیں ہے
د۔ دیارِ تشنہ میں ساتگیں ہے۔(غیر مطبوعہ مملوکہ راقم الحروف۔۸دسمبر ۲۰۱۷ء)

صنعتِ توشیح کی ایک اور مثال دیکھیے جس میں ڈاکٹر نذر عابد کے حوالے سے جمشید کمبوہ رقم طراز ہیں:

ن۔ نور زا، فکر و نظر کی کہکشاں

ذ۔ ذی تبار و زر بہار و دُرفشاں

ر۔ روشنی کا ہم صفیر و ہم زباں

ع۔ عرصۂ عزم و یقیں میں ضوفشاں

ا۔ ارمغانِ شوق، گنجِ شائگاں

ب۔ بیشۂ تحقیق کا شیر جواں

د۔ داستاں گوئے حیاتِ جاوداں۔ (غیر مطبوعہ مملوکہ راقم الحروف۔۲۱ اپریل ۲۰۱۹ء)

جمشید کمبوہ نے غزلو ں کے علاوہ متعدد نظمیں بھی تخلیق کی ہیں۔انہو ں نے چودہ اگست، اے وطن، نواب وقار الملک، ڈاکٹر سر ضیاءالدین احمد خان، طالب علم کا عزم، طلوعِ بدر، ماں باپ کی خدمت، رہبر، طفیلی اور پاک فرشتے جیسی معروف نظمیں تخلیق کی ہیں۔ان کی شاعری کا بنیادی مقصد استحصالی قوتوں سے نجات اور مادہ پرستی سے چھٹکارہ ہے۔ ان کی نظموں کی زبان سادہ، عام فہم اور اثرانگیز ہے جو معنویت کے اعتبار سے بھرپور اور فنی پرکاری کا عمدہ نمونہ ہیں۔ان کے خیالات منفرد اور لہجہ توانا ہے۔ان کی نظموں میں آزادی کی عظمت اور وطن کی محبت کا بھرپور تاثر ملتا ہے۔جمشید کمبوہ کے دل میں نہ صرف وطن کی محبت جلوہ فگن ہے بلکہ اپنے وطن کے باسیوں کی سلامتی اور ان کے دل میں بھی وطن کی محبت کے خواہاں نظر آتے ہیں۔ان کی نظم "اے وطن" وطن سے محبت کی غماز ہے۔ مثال کے لیے مذکورہ نظم کے صرف دو اشعار پیشِ خدمت ہیں۔لکھتے ہیں:

تیرے شہری ہمیشہ سلامت رہیں
زندگی بھر وفا کی علا مت رہیں
ان کے دل میں رہے صرف تیری لگن
اے وطن، اے وطن، اے وطن، اے وطن (۱۳)

جمشید کمبوہ کی نظمیں اپنی انفرادیت کی بدولت اپنا تاثر تادیر قائم رکھتی ہیں۔ ان کی انقلابی نظمیں پڑھ کر کچھ کر گزرنے کی لگن پیدا ہوجاتی ہے۔انہوں نے اپنی نظم

"چودہ اگست"میں آزادی جیسی عظیم نعمت کا احساس دلاتے ہوئے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ آزادی بڑی قربانیوں اور مشکلوں سے نصیب ہوئی ہے جو ہمارے لیے اب تو قیر کا سبب اور روح کی تنویر ہے۔لکھتے ہیں:

موجبِ تو قیرہے ، چودہ اگست
روح کی تنویر ہے ، چودہ اگست
کیا سہانا خواب تھا ، اقبال کا
خواب کی تعبیر ہے ، چودہ اگست
اس کی عظمت میں شہیدوں کا لہو
غازۂ شبیرؓ ہے چودہ اگست (۱۴)

جمشید کمبوہ نے اپنی نظموں میں متعدد عظیم شخصیات کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے جن میں ایسی خوبیاں بیان کی گئی ہیں جن سے مذکورہ شخصیات کا مکمل عکس ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔علاوہ ازیں وہ منقبت نگاری میں بھی منفرد اسلوب کی بدولت اپنی الگ پہچان رکھتے ہیں۔انہوں نے حضرت علیؓ، حضرت امام حسینؓ، حضرت عبدالقادرجیلانی، حضرت داتاگنج بخش، حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت خواجہ میر احمدشاہ، حضرت خواجہ جان محمد اور حضرت خواجہ محمد نوراللہ نعیمی جیسی متعدد معروف و معتبر ہستیوں کے مناقب بھی تحریر کیے ہیں۔مثال کے لیے سیدالشہدا حضرت امام حسینؓ کے حوالے سے لکھی گئی منقبت کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

حسین ، سبطِ شہ زمانی
حسین ، تفسیرِ من رانی
حسین ، میزانِ حق بیانی
حسین ،غیرت کی راج دھانی
حسین ، جرات کی داستاں ہے
حسین، عظمت کا آسماں ہے (۱۵)

جمشید کمبوہ نے جہاں متعدد اصناف میں طبع آزمائی کی ہے وہاں متنوع موضوعات کو بھی اپنی تحریروں کا حصہ بنایاہے۔ڈاکٹر رحمت علی شادؔ اپنے ایک مطبوعہ مضمون میں جمشید کمبوہ کے فن، اسلوب اور موضوعات کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> "پاک پتن کی اردو شعری روایت کا ایک اہم اور معتبر نام جمشید کمبوہ کا ہے جو اپنے تخلیقی سفر کو پوری شدومد کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ان کے دو شعری مجموعے جامِ جمشید اور سفر نعت کے علاوہ ایک نثری تخلیق میراولیاء منصہ شہود پر آچکے ہیں۔وہ اردو نعت کی روایت میں شامل ہونے کے ساتھ ساتھ اردو شعری روایت کا بھی ایک اہم رکن ہیں۔ان کے کلام میں عربی اور فارسی تراکیب، تشبیہات و استعارات اور دیگر فنی وفکری عوامل بکثرت موجود ہیں۔انہوں نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا؛ اسی لیے موضوعات کا تنوع ان کے کلام میں بخوبی دیکھا جاسکتاہے۔"(۱۶)

جمشید کمبوہ نے جہاں دیگر متعدد اصناف میں طبع آزمائی کی ہے وہاں بصورتِ سفر نعت؛ نعت جیسے بابرکت اور حساس موضوع پر بھی اپنی عقیدتوں کے پھول نچھاورکیے ہیں۔بظاہر نعت کا موضوع حضور نبی مکرم ﷺ کی مدح وستائش کے گرد گھومتاہے مگر اس کے اندر خلقِ رسول سے اخلاقِ رسول تک موضوعات کا ایک لامحدود سلسلہ پنہاں ہے۔ آپ ﷺ کی جامع صفات زندگی کے حوالے سے نعت کا موضوع بے پناہ وسعت کا حامل ہے۔نعت کا موضوع جس قدروسعت رکھتا ہے اسی قدر اس کا حق اداکرنا ناممکن ہے۔ نعت گوئی جس قدر عظمت ورفعت کا تقاضا کرتی ہے اسی قدر احتیاط طلب اور حساس بھی ہے۔ایک طرف انسان نبی کریم ﷺ کی عظمت وکمالات کے مکمل ادراک سے قاصر ہے تو دوسری طرف الفاظ ومعانی کی تنگ دامنی نعت کا حق ادا کر نے میں مانع ہے۔

نعت میں احتیاط کا ایک بڑا پہلو یہ بھی ہے کہ بعض اوقات شعرا صفاتِ نبیِ مکرم کے بیا ن میں مبالغہ اور غلو سے کام لیتے ہیں اورخالق اور محبوب کے فرق تک کو ملحوظ نہیں رکھتے اور دوسری طرف نعت گوئی میں ادب واحترام کے منافی کوئی بھی لفظ، کوئی بھی خیال برتنا اپنے اعمال کو اکارت کرنے اور اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالنے والی بات ہے۔ادب واحترام کا تقاضا یہ ہے کہ حضورکریم ﷺ کےلیے صیغہ واحد غائب کی کوئی ضمیر استعمال نہ کی جائے۔تو، تم،اس،اس کا، تمہارا کی جگہ آپ اور اُن جیسے الفاظ

توصیف میں لائے جائیں۔ نعت گو شعرا کو اندازِ تخاطب کے موخرالذکر انداز کو اپنانا چاہیے تاکہ آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات میں گستاخی کا کوئی پہلو نہ نکل سکے۔ جمشید کمبوہ کے شعری محاسن کے حوالے سے بورے والا کے ایک معروف شاعر کاشف سجاد لکھتے ہیں:

> "میرے خیال میں نعت گوئی بہت حساس اور محتاط عمل ہے۔ یہ تیغ کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے کیوں کہ اگر حدود سے تجاوز کیا توشرک کے گڑھے میں جا گرے گا اور اگر غیر محتاط انداز میں گویا ہوا تو حدِادب سے گر کر راندہ درگاہ ہو کر اپنے اعمال ضائع کر بیٹھے گا۔جمشید کمبوہ نے بھر پور محبت سے حضرتِ حسان بن ثابت کی تقلید میں اپنے آپ کو سرخرو کرنے کی کوشش کی ہے۔انہوں نے نعت گوئی میں تقدس اور احترام کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے؛تو،تم اور تیرا وغیرہ جیسے الفاظ سے پوری طرح اجتناب برتتے ہوئے فنی اور فکری طور پر کئی محاسن کو اپنے کلام میں سمویا ہے۔"(۱۷)

جمشید کمبوہ کا نعتیہ کلام "سفرِ نعت" ایک ایسا مجموعہ کلام ہے جس میں وارفتگی کا عمل جا بجا نمایاں ہے۔والہانہ محبت اور عشق میں ڈوبی ہوئی نعتیں اپنے اندر بے پناہ اثر آفرینی اور عصری حقائق رکھتی ہیں۔جدید لہجے اور نئے استعاروں کا یہ انداز اپنے اندر نئی توانائی اورشعور کی تازگی رکھتا ہے۔ایک جگہ پر جمشید کمبوہ نسبت ِ سرکار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

اخلاق ضیا بخت ہیں افکار منور
رکھتی ہے مجھے نسبتِ سرکار منور (۱۸)

جمشید کمبوہ کی نعت مقصدی رنگ ِ سخن کی حامل ہے جس میں موضوعات کی بوقلمونی دیکھی جا سکتی ہے۔نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس جامع الکمالات اور عالم گیر صفات کی حامل ہستی ہیں۔ آپ ﷺ اخلاق وخصائل،عظمت و حکمت اور سیرت و صورت کے لحاظ سے کامل واکمل ہیں۔جمشید کمبوہ کے نزدیک قرآنِ حکیم نعت کی خوب صورت تفسیر ہے جس میں آپ ﷺ کے جلال و جمال اور سیرتِ طیبہ کی جھلکیاں جا

بجا دیکھی جا سکتی ہیں۔ایک جگہ پروہ نبی کریم ﷺ کو کون ومکاں کاسلطان گردانتے ہو ئے یہ بتا رہے ہیں کہ پورا قرآن آپ ﷺ کی نعت ہی تو ہے۔لکھتے ہیں:

کون و مکاں کے آپ ہیں سلطان یا رسول
سب آپ ہی کی نعت ہے قرآن یا رسول
معطی نے اپنے فضل سے قاسم بنا دیا
ارض و سما میں آپ کا فیضان یا رسول (۱۹)

حضرت محمد ﷺ جہاں اخلاق واطوار اور گفتارو کردار کے حوالے سے بے مثل و بے مثال ہیں وہاں خدائے بزرگ و برترنے آپ ﷺ کو نام بھی ایسے عطا فرمائے ہیں جو معنوی اعتبار سے آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات کے ترجمان اور محبت کے عکاس ہیں۔اسمِ محمد ﷺ سے جمشید کمبوہ کی نسبت اور عقیدت محض گفتار کی حد تک ہی نہیں بلکہ ان کی روحانی، باطنی اور قلبی وابستگی اور وارفتگی کا عالم بھی ان کے کلام میں اکثر جگہوں پر بخوبی دیکھا جاسکتا ہے۔جمشید کمبوہ نے آپ ﷺ کے ذاتی ناموں کے علاوہ صفاتی ناموں سے بھی اپنی نعت کو سجایا ہے۔ایک جگہ لکھتے ہیں:

آپ حامد بھی ہیں، آپ محمود بھی، آپ شاہد بھی ہیں، آپ مشہود بھی
آپ ہی کےلیے ساری دنیا بنی،یانبی یانبی یانبی یانبی (۲۰)

اردو شاعری کا ایک نمایاں موضوع سراپا نگاری ہے۔جمشید کمبوہ نے حضور ﷺ کا سراپا بیان کرنے کے حوالے سے نہایت عجزوو انکسار اور خوش ذوقی کا مظاہرہ کیا ہے۔ان کے ہاں حسین و جمیل نبی کا ظاہری جمال بھی باطنی کمالات کی طرح بے مثل ولازوال ہے؛ جن کے جملہ محاسن کو احاطہ تحریر میں لانا کسی صورت ممکن ہی نہیں۔جمشید کمبوہ کے خیال میں حضرت محمد ﷺ کا جمالِ دل پذیر حسنِ کائنات کے تمام پیکروں سے اعلیٰ و ارفع ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ انسانی بصیرت میں یہ تاب ہی نہیں کہ پوری طرح حسنِ سرکار کا نظارہ کر سکے۔جمشید کمبوہ کے کلام میں سراپا نگاری کا منفرد بیان آقائے نامدار سے والہانہ عقیدت و محبت کا عکاس ہے۔انہوں نے آپ کے جمال اور خدوخال کو کہیں کہیں جزیات کے ساتھ بیان کرنے اور آپ کا سراپا خلوص کے رنگوں سے تیار کرنے کی بہترین کوشش کی ہے۔آپ ﷺ کا حسنِ مجسم جمشید کمبوہ کے حسنِ انتخاب کا مظہر ہے۔حسن ورعنائی سے معمور اس کائنات میں ان کی نظر جمالِ مصطفی ﷺ پر آکر ٹھہرتی ہے۔اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

آپ سا کوئی نہیں ، یا رحمۃ اللعالمین
آپ ہر پہلو حسیں ، یا رحمۃ اللعالمین
آپ کے حسنِ قدم کی شانِ دل افر وز پر
ناز فرما ہے زمیں ، یا رحمۃ اللعالمین
نورِ پیکر، نو رسیر ت ، نوربخش و نورخیز
نور زا، نورِ مبیں، یا رحمۃ اللعالمین (۲۱)

جمشید کمبوہ کی نعت، قر آن وحدیث سے درجہ استناد حاصل کر تے ہو ئے اپنا سفر جا ری رکھے ہوئے ہے۔اس میں حضوراکرم ﷺ کی سیر تِ طیبہ اورتعلیمات دونو ں کا تذکرہ موجود ہے۔علاوہ ازیں وہ منفر د طرزکے نعت گو شاعرہیں جن کا کلام اپنے اندرزبا ن و بیا ن کی بہت سی خوبیا ں سمیٹے ہو ئے ہے۔ان کے کلام میں ساد گی،سلاست، بے ساختگی،چستی ِ بندش،شکوہ ِ الفاظ اور لطف ِبیا ں جیسی خوبیاں نمایاں ہیں۔اس حوالے سے مفتی محب اللہ نوری رقم طراز ہیں:

”جمشید کمبوہ کی نعتوں میں تنوع بھی ہے اورحسن ِ ادا کا بانکپن بھی۔ان کے کلام میں سوزوگداز بھی ہے اور بلندی ِافکار بھی،سلاست وروانی بھی ہے اور مضامین کی فراوانی بھی،شوکت ِ الفاظ بھی ہے اور رعنائی ِخیال بھی،بندش کی چستی بھی ہے اورطرزِ ادا کی بے ساختگی بھی۔“(۲۲)

جمشید کمبوہ عہدِحا ضر کے عمدہ نعت گو اورایک اچھے غزل گو شاعر ہیں۔ان کے ہاں جذباتیت کا عنصرمفقودہے۔وہ جذبات کی رومیں بہہ کر توحید و رسا لت کے تقاضوں کو کبھی نہیں بھولتے اور نہ ہی ان کے کلام میں کفاریا دیگر مسالک پر طنزکا رویہ دیکھنے میں آیا ہے۔ ان کا لفظی نظام؛ روزمرہ، محاورہ، ضرب الامثال،تشبیہات واستعارات، تلمیحا ت اور صنائع بدائع سے عبارت ہے لیکن متر ادفات اور متضادکیفیات کا بیان انہیں مر غوب ہے۔زیادہ تر فارسی،عربی، پنجابی،ہندی،براہوی اور انگریزی الفاظ ان کے جذبوں کے امین ہیں۔جمشید کمبوہ کے شعری اسلو ب،زبان وبیان اور ان کے کلام میں موجود فنی وفکری پختگی اور موضوعاتی تنوع انہیں اپنے معاصر شعرا سے منفرد اور ممتاز کرتے محسوس ہوتے ہیں۔فن کے سا تھ فکری تنوع اور متعدداصناف میں طبع آزمائی ان کے ہشت پہلو ادیب ہو نے پر دال ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ نویدعاجزؔ،پروفیسر، (انتخاب)،"مجھے تیری ضرورت ہے"مثال پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۱۶ء، ص: ۱۶۸

۲۔ نویدعاجزؔ، پروفیسر، مضمون "متنوع جہات کا حامل ادیب: جمشید کمبوہ" (غیر مطبوعہ مملوکہ راقم الحروف)

۳۔ اخترسدیدی، مضمون "جامِ جمشید بدستِ جمشید"، مشمولہ "جام جمشید" از جمشید کمبوہ، فہد پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۹۹ء،ص: ۱۹

۴۔ اخترشمار، ڈاکٹر، فلیپ، مشمولہ "جامِ جمشید" از جمشید کمبوہ، فہدپبلی کیشز لاہور، ۱۹۹۹ء

۵۔ ناصرچشتی،سید، مضمون "سرزمینِ فرید کا فرید المثال شاعر" مشمولہ "جامِ جمشید"فہد پبلی کیشز لاہو ر، ۱۹۹۹ء، ص: ۱۸

۶۔ جمشید کمبوہ "جامِ جمشید"،فہد پبلی کیشنز لاہو ر، ۱۹۹۹ء،ص: ۶۶

۷۔ ایضاً، ص: ۷۳

۸۔ ایضاً، ص: ۵۹

۹۔ ایضاً، ص: ۸۱

۱۰۔ ایضاً، ص: ۷۷

۱۱۔ ایضاً، ص: ۶۵

۱۲۔ ظفررشیدیاسر، مضمون "تقریظ" (غیر مطبوعہ مملوکہ راقم الحروف)

۱۳۔ جمشید کمبوہ، "جامِ جمشید" فہد پبلی کیشنز لاہو ر، ۱۹۹۱ء،ص:۳۵

۱۴۔ ایضاً، ص:۳۳

۱۵۔ جمشیدکمبوہ، "مناقب"، مشمولہ "جامِ سفال" (غیر مطبوعہ مملوکہ راقم الحروف)

۱۶۔ رحمت علی شادؔ، ڈاکٹر، مضمون، "شہر فرید میں اردوغزل کی روایت" مشمولہ، تحقیقی مجلہ "الماس" شمارہ: ۱۵،شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیرپور سندھ، پاکستان،۲۰۱۳ -۲۰۱۴، ص: ۹۳

۱۷۔ کاشف سجاد، مضمون "باغبانِ نعت" (غیر مطبوعہ مملوکہ راقم الحروف)

۱۸۔ جمشید کمبوہ، "سِفرِ نعت" فہد پبلی کیشنز لاہو ر،دسمبر ۲۰۱۲ء، ص: ۹۲

۱۹۔ ایضاً، ص:۸۳

۲۰۔ ایضاً، ص:۱۲۵

۲۱۔ ایضاً، ص:۴۶

۲۲۔ محب اللہ نوری، مضمون،"عصرِ حاضر کے خوش فکر، خوش اسلوب نعت گو" مشمولہ "سفرِ نعت" از جمشید کمبوہ، فہد پبلی کیشنز لاہور، دسمبر ۲۰۱۲ء، ص: ۲۳